مختصر

صحیح نمازِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

تکبیرِ تحریمہ سے سلام تک



محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

مکتبہ اسلامیہ
MAKTABA ISLAMIA
مکتبہ اسلامیہ

کتاب

مختصر

صحیح نمازِ نبوی

تالیف

محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

ناشر ---------- محمد سرور عاصم

اشاعت ---------- 2015ء

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

لاہور: ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973 - 37232369

فیصل آباد: بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204 - 2641204

0300-8661763
/maktabaislamia1
www.maktabaislamiapk.com
maktabaislamiapk@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

تنبیہ: مردوں اور عورتوں کے طریقۂ نماز میں کوئی فرق قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے۔

حرفِ اوّل

اقرارِ توحید کے بعد نماز اسلام کا دوسرا اور اہم رکن ہے۔ کتاب و سنت میں جہاں اس کی پابندی پر زور دیا گیا ہے وہاں نبی کریم ﷺ کا فرمان: ((صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي)) اس کی ادائیگی میں ''طریقۂ نبوی'' کو لازم قرار دیتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''مختصر صحیح نمازِ نبوی'' اسی اہمیت کے پیشِ نظر لکھی گئی ہے۔ جس میں استاذِ محترم حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے صحیح اور حسن لذاتہ احادیث کی رُو سے بڑے احسن انداز میں طریقۂ نماز کو بیان کیا ہے، نیز کئی ایک مقامات پر آثارِ سلف صالحین سے مسائل کی وضاحت اس پر طرّہ ہے۔

مذکورہ کتاب اگرچہ مختصر ہے مگر جامعیت و افادیت کے لحاظ سے ممتاز حیثیت کی حامل ہے۔

استاذ محترم رحمہ اللہ کی بڑی خواہش تھی کہ مختصر نماز نبوی کے بعد اس موضوع پر ایک مفصل کتاب لکھی جائے لیکن زندگی نے مزید وفا نہ کی اور اللہ رب العزت سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ راقم الحروف شیخ محترم رحمہ اللہ کے دوسرے منصوبوں کے ساتھ ساتھ اس منصوبے کی تکمیل کے لیے بھی پُر عزم ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق وہمت دے اور محدث العصر رحمہ اللہ کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین

حافظ ندیم ظہیر

مدیر ماہنامہ اشاعۃ الحدیث حضرو، اٹک

(۲۴/۹/۲۰۰۶ء) (طبع جدید: ۲۹/۴/۲۰۱۵ء)

وضو کا طریقہ

1 وضو کے شروع میں ''بِسْمِ اللّٰهِ'' پڑھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ» ①

''جو شخص وضو (کے شروع) میں اللہ کا نام نہیں لیتا اس کا وضو نہیں ہے۔''

آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا:

«تَوَضَّؤُوْا بِسْمِ اللّٰهِ» ②

''وضو کرو: بسم اللہ۔''

2 وضو (پاک) پانی سے کریں۔ ③

3 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ أَوْ عَلَى النَّاسِ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ»

① ابن ماجه:٣٩٧ وسنده حسن، ورواه الحاكم فى المستدرك: ١٤٧/١

② النسائى:٦١/١ ح ٧٨ وسنده صحيح، وابن خزيمة فى صحيحه: ٧٤/١ ح ١٤٤ وابن حبان فى صحيحه (الاحسان: ٦٥٤٤/٦٥١٠) ③ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ ''پس اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرلو۔'' (النسآء: ٤٣، المآئدة: ٦) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گرم پانی سے وضو کرتے تھے۔ (مصنف ابن أبی شیبة: ٢٥/١ ح ٢٥٦ وسنده صحيح) لہٰذا معلوم ہوا کہ گرم پانی سے بھی وضو کرنا جائز ہے۔ **تنبیہ:** نبیذ، شربت اور دودھ وغیرہ سے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔

''اگر مجھے اپنی امت کے لوگوں کی مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو میں انھیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔''①

آپ ﷺ نے رات کو اٹھ کر مسواک کی اور وضو کیا۔②

4 پہلے اپنی دونوں ہتھیلیاں تین دفعہ دھوئیں۔③

5 پھر تین دفعہ کلی کریں اور ناک میں پانی ڈالیں۔④

6 پھر تین دفعہ اپنا چہرہ دھوئیں۔⑤

7 پھر تین دفعہ اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئیں۔⑥

8 پھر (پورے) سر کا مسح کریں۔⑦ اپنے دونوں ہاتھوں سے مسح کریں، سر کے شروع حصے سے ابتدا کر کے گردن کے پچھلے حصے تک لے جائیں اور وہاں سے واپس شروع والے حصے تک لے آئیں۔⑧

① البخاری: ٨٨٧ و مسلم: ٢٥٢ ② مسلم: ٢٥٦ ③ البخاری: ١٥٩ ومسلم: ٢٢٦ ☆ میمون تابعی رحمہ اللہ جب وضو کرتے تو (پانی پہنچانے کے لیے) اپنی انگوٹھی کو حرکت دیتے تھے۔ (مصنف ابن أبی شیبة ٣٩/١ ح٤٢٥ وسنده صحیح) استنجاء کے لئے جاتے ہوئے اذکار والی انگوٹھی کا اتارنا ثابت نہیں، اس سلسلے میں مروی حدیث ابن جریج کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ دیکھئے سنن أبی داود (١٩) بتحقیقی ④ البخاری: ١٥٩، ومسلم: ٢٢٦ / بہتر یہی ہے کہ ایک ہی چلو سے کلی کریں اور ناک میں پانی ڈالیں، جیسا کہ صحیح بخاری (١٩١) وصحیح مسلم (٢٣٥) سے ثابت ہے۔ تاہم اگر کلی علیحدہ اور ناک میں پانی علیحدہ ڈالیں تو بھی جائز ہے۔ دیکھئے التاریخ الکبیر لابن أبی خیثمة ص ٥٨٨ ح١٤١٠ وسنده حسن ⑤ البخاری:١٥٩ ومسلم:٢٢٦ ⑥ البخاری:١٥٩ ومسلم: ٢٢٦ اگر باوضو ہو کر سر پر عمامہ باندھا ہو تو دوبارہ وضو کرنے کی صورت میں اس پر مسح جائز ہے، بشرطیکہ اسے کھولا نہ ہو۔ دیکھئے صحیح البخاری (٢٠٥) سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ عمامے پر مسح کرتے تھے۔ (مصنف ابن أبی شیبة: ٢٢/١ ح٢٢٢ وسنده حسن) سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے ٹوپی پر مسح کیا۔ (التاریخ الکبیر للبخاری: ٤٢٨/١ وسنده صحیح) ⑦ البخاری:١٥٩ ومسلم: ٢٢٦ ⑧ البخاری:١٨٥ ومسلم:٢٣٥۔

سر کا مسح ایک بار کریں۔ ①

پھر دونوں کانوں کے اندر اور باہر کا ایک دفعہ مسح کریں۔ ②

9 پھر اپنے دونوں پاؤں، ٹخنوں تک تین تین بار دھوئیں۔ ③

10 وضو کے دوران میں (ہاتھوں اور پاؤں کی) انگلیوں کا خلال کرنا چاہیے۔ ④

11 داڑھی کا خلال بھی کرنا چاہیے۔ ⑤

تنبیہ: وضو کے بعد شرمگاہ پر پانی کے چھینٹے مارنا بھی ثابت ہے۔ (سنن ابی داود: ۱۶۶ وھو حدیث حسن لذاتہ) یہ شک اور وسوسے کو زائل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۱/۱۶۷)

12 وضو کے بعد درج ذیل دعائیں پڑھیں:

① أبو داود: ۱۱۱ وسنده صحيح بعض روایتوں میں سر کے تین دفعہ مسح کا ذکر بھی آیا ہے۔ مثلاً دیکھئے سنن ابی داود: ۱۱۰، ۱۰۷ وھو حدیث حسن ② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب وضو کرتے تو شہادت والی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالتے (اور ان کے ساتھ دونوں کانوں کے) اندرونی حصوں کا مسح کرتے اور انگوٹھوں کے ساتھ باہر والے حصے پر مسح کرتے تھے۔ (مصنف ابن أبي شيبة: ۱/۱۸ ح۱۷۳ وسنده صحيح) تنبیہ: سر اور کانوں کے مسح کے بعد، الٹے ہاتھوں کے ساتھ گردن کے مسح کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ ③ البخاری: ۱۵۹ ومسلم: ۲۲۶ اگر پاؤں میں چمڑے کے موزے ہوں، جوربین مجلدین اور جوربین منعلین ہوں یا جرابیں ہوں تو ان پر مسح جائز ہے۔ جرابوں پر مسح سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ دیکھئے الأوسط لابن المنذر (۱/٤٦٢ وسنده صحيح) اور مصنف ابن أبي شيبة (۱/۱۸۹، ۱۸۹) تنبیہ: تشبیک (انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا) بذاتِ خود جائز ہے لیکن وضو کر کے مسجد جاتے ہوئے تشبیک منع ہے۔ دیکھئے سنن أبي داود: ٥٦٢ وسند حسن ④ أبو داود: ۱٤۲ وسنده حسن [الترمذي: ۳۹ وقال: "هٰذا حديث حسن غريب"] ⑤ الترمذی: ۳۱ وقال: "هٰذا حديث حسن صحيح" اس کی سند حسن ہے۔ ☆ جس شخص کا ازار ٹخنوں سے نیچے ہو، اسے دوبارہ وضو کرنا چاہیے۔ دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی (۲/۲٤۲ وسنده حسن)

* اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ [1]

* سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ [2]

13 وضو کے بعض نواقض (وضو توڑنے والے عوامل) درج ذیل ہیں:

پیشاب، پاخانہ، نیند (سنن الترمذی: ۳۵۳۵ وقال: حسن صحیح، وھو حدیث حسن) مذی (صحیح بخاری: ۱۳۲ وصحیح مسلم: ۳۰۳) شرمگاہ کو ہاتھ لگانا (سنن ابی داود: ۱۸۱ وصححہ الترمذی: ۸۲ وھو حدیث صحیح) اونٹ کا گوشت کھانا (صحیح مسلم: ۳۶۰) اور (سبیلین سے) ہوا (ریح) کا خارج ہونا (ابوداود: ۲۰۵ وسندہ حسن)

[1] مسلم: ب ۲۳٤/۱۷ ☆ تنبیہ: سنن الترمذی (۵۵) کی ضعیف روایت میں ''اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين'' کا اضافہ ہے لیکن یہ سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ابوادریس الخولانی اور ابوعثمان (سعید بن ہانی / مسند الفاروق لابن کثیر ۱/۱۱۱) دونوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کچھ بھی نہیں سنا۔ دیکھئے میری کتاب ''أنوار الصحيفة فی الأحاديث الضعيفة'' (ت: ۵۵) وضو کے بعد آسمان کی طرف چہرہ یا انگلی اٹھا کر اشارہ کرنے کا صحیح حدیث میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ سنن ابی داود والی روایت (۱۷۰) ابن عم زہرہ کے مجہول ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے، نیز وضو کے دوران میں دعائیں پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ [2] السنن الکبریٰ للامام النسائی: ح ۹۹۰۹، وعمل الیوم واللیلۃ: ح ۸۰ وسندہ صحیح، اسے حاکم اور ذہبی نے صحیح کہا ہے۔ (مستدرک الحاکم: ۱/٥٦٤ ح ۲۰۷۲) حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ''ھذا حدیث صحیح الإسناد'' (نتائج الافکار: ۱/۲۴۵) **تنبیہ:** غسلِ جنابت کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے استنجاء کریں، پھر (سر کے مسح اور پاؤں دھونے کے علاوہ) مسنون وضو کریں اور پھر سارے جسم پر اس طرح پانی بہائیں کہ کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے اور آخر میں پاؤں دھولیں۔ **تنبیہ:** نماز ہو، وضو یا غسل ہو یا کوئی سی عبادت، نیت کرنا ضروری ہے کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۱) وصحیح مسلم (۱۹۰۷) یاد رہے کہ زبان سے نماز یا وضو کی نیت ثابت نہیں ہے۔

صحیح نمازِ نبوی

1 رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو قبلہ (کعبہ) کی طرف رخ کرتے، رفع الیدین کرتے اور فرماتے: ''اللہ اکبر۔''①

اور آپ نے فرمایا: ''جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو تکبیر کہہ۔''②

2 آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے۔③ یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے تھے۔④

لہٰذا دونوں طرح جائز ہے لیکن زیادہ حدیثوں میں کندھوں تک رفع الیدین کرنے کا ثبوت ہے۔ یاد رہے کہ رفع یدین کرتے وقت ہاتھوں کے ساتھ کانوں کو پکڑنا یا چھونا کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے۔ مردوں کا ہمیشہ کانوں تک اور عورتوں

---

① ابن ماجه: ۸۰۳ وسنده صحيح، وصححه الترمذی: ۳۰۴ وابن حبان، الاحسان: ۱۸۶۲ وابن خزيمة: ۵۸۷ اسکے راوی عبدالحمید بن جعفر جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ و صحیح الحدیث ہیں، دیکھئے نصب الرایہ (۱/ ۳۴۴) ان پر جرح مردود ہے۔ محمد بن عمرو بن عطا ثقہ ہیں (تقريب التهذيب: ۶۱۸۷) محمد بن عمرو بن عطا کا ابوحمید الساعدی اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں شامل ہونا ثابت ہے، دیکھئے صحيح البخاری (۸۲۸) لہٰذا یہ روایت متصل ہے۔ البحر الزخار (۲/ ۱۶۸ ح ۵۳۶) میں اس کا ایک شاہد بھی ہے جس کے بارے میں ابن الملقن نے کہا: ''صحیح علی شرط مسلم'' (البدر المنير ۳/ ۴۵۶) ② البخاری: ۷۵۷، مسلم: ۳۹۷/۴۵ ③ البخاری: ۷۳۶، مسلم: ۳۹۰ ④ مسلم: ۲۶، ۳۹۱/۲۵ ☆ حالتِ نماز میں نظر جھکالیں۔ دیکھئے نصب الراية (۱/ ۴۱۶) اور نور العينين (ص ۱۹۵، ۱۹۶)

کا کندھوں تک رفع یدین کرنے کی تخصیص کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

3 آپ ﷺ (انگلیاں) پھیلا کر رفع یدین کرتے تھے۔ (1)

4 آپ ﷺ اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر، سینے پر رکھتے تھے۔ (2)
لوگوں کو (نبی ﷺ کی طرف سے) یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ذراع پر رکھیں۔ (3)

ذراع: کہنی کے سرے سے درمیانی انگلی کے سرے تک ہوتا ہے۔ (القاموس الوحید ص ٥٦٨) سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ہتھیلی، کلائی اور ساعد پر رکھا۔ (4)

ساعد: کہنی سے ہتھیلی تک کا حصہ (ہے) دیکھئے: القاموس الوحید (ص ٧٦٩) اگر ہاتھ پوری ذراع (ہتھیلی، کلائی اور ہتھیلی سے کہنی تک) پر رکھا جائے تو خود بخود ناف سے اوپر اور سینے پر آجاتا ہے۔

5 رسول اللہ ﷺ تکبیر (تحریمہ) اور قراءت کے درمیان درج ذیل دعا (سراً یعنی بغیر جہر کے) پڑھتے تھے:

«اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ

---

(1) ابو داود: ٧٥٣ وسنده صحيح، وصححه ابن خزيمة: ٤٥٩ وابن حبان، الاحسان: ١٧٧٤ والحاكم: ٢٣٤/١ ووافقه الذهبی (2) أحمد فی مسنده ٢٢٦/٥ ح ٢٢٣١٣ وسنده حسن، وعنه ابن الجوزی فی التحقيق: ٢٨٣/١ ح٤٧٧ دوسرا نسخہ: ٣٣٨/١ ح ٤٣٤ (3) البخاری: ٧٤٠ وموطأ إمام مالك: ١٥٩/١ ح ٣٧٧ (4) ابو داود: ٧٢٧ وسنده صحيح، النسائی: ٨٩٠، وصححه ابن خزيمة: ٤٨٠ وابن حبان: ١٨٥٧ تنبیہ: مردوں کا ناف سے نیچے اور صرف عورتوں کا سینے پر ہاتھ باندھنا (یہ تخصیص) کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، نیز دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ١٣ ص ١٩

مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ» [1]

''اے اللہ! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان ایسی دُوری بنا دے جیسی مشرق و مغرب کے درمیان دوری ہے۔ اے اللہ! مجھے خطاؤں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف ہوتا ہے۔ اے اللہ! میری خطاؤں کو پانی، برف اور اولوں کے ساتھ دھو ڈال (معاف کر دے)''

درج ذیل دعا پڑھنا بھی آپ ﷺ سے ثابت ہے:

«سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ» [2]

''اے اللہ! تو پاک ہے، اور تیری تعریف کے ساتھ، تیرا نام برکتوں والا ہے اور تیری شان بلند ہے۔ تیرے سوا دوسرا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔''

ثابت شدہ دعاؤں میں سے جو دعا بھی پڑھ لی جائے بہتر ہے۔

6 اس کے بعد آپ ﷺ درج ذیل دعا پڑھتے تھے:

[1] البخاری: ٧٤٤، مسلم: ٥٩٨/١٤٧. [2] أبو داود: ٧٧٥ وسنده حسن، النسائی: ٩٠٠، ٩٠١، ابن ماجه: ٨٠٤، الترمذی: ٢٤٢، وأُعل بما لا يقدح وصححه الحاكم: ٢٣٥/١ ووافقه الذهبی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ [1]

7 پھر رسول اللہ ﷺ «بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ» پڑھتے تھے۔ [2]

بسم اللہ سراً یا جہراً پڑھنا دونوں طرح جائز ہے لیکن کثرتِ دلائل کی رو سے عام طور پر سراً پڑھنا بہتر ہے۔ [3] اس مسئلے میں سختی نہیں کرنی چاہیے۔

8 پھر آپ ﷺ سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔ [4]

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ.

---

[1] ابوداود: ٧٧٥ وسنده حسن «اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ» پڑھنا بھی جائز ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (٦١١٥) صحیح مسلم (٢٦١٠، دارالسلام: ٦٦٤٦) اور کتاب الام للامام الشافعی (١٠٧/١) [2] النسائی: ٩٠٦، وسنده صحیح، وصححه ابن خزيمة: ٤٩٩ وابن حبان: الاحسان: ١٧٩٤، و الحاكم علىٰ شرط الشيخين: ٢٣٢/١ ووافقه الذهبی۔ ☆**تنبیہ:** اس روایت کے راوی سعید بن ابی ہلال نے یہ حدیث اختلاط سے پہلے بیان کی ہے، خالد بن یزید کی سعید بن ابی ہلال سے روایت صحیح بخاری (١٣٦) وصحیح مسلم (١٩٧٧/٤٢) میں موجود ہے۔
[3] ''جہراً'' کے جواز کے لئے دیکھئے النسائی: ٩٠٦، وسنده صحیح۔ ''سراً'' کے جواز کے لئے دیکھئے صحیح ابن خزیمة: ٤٩٥ وسنده حسن، صحیح ابن حبان، الاحسان: ١٧٩٦، وسنده صحیح. [4] النسائی: ٩٠٦، وسنده صحیح دیکھئے حاشیہ سابقہ: ٣۔

سورۂ فاتحہ آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے اور ہر آیت پر وقف کرتے تھے۔ ①

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَّمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ»

"جو شخص سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی" (صحیح البخاری: ۷۵۶)

اور فرماتے: «كُلُّ صَلٰوةٍ لَا يُقْرَأُ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ فَهِيَ خِدَاجٌ»

"ہر نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقص ہے، ناقص ہے۔"

(ابن ماجہ: ۸۴۱ وسندہ حسن)

9 پھر آپ ﷺ آمین کہتے تھے۔ ② سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا، پھر جب آپ نے ولا الضالین (جہراً) کہی تو آمین (جہراً) کہی۔ ③ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہری نماز میں (امام اور مقتدیوں کو) آمین جہراً کہنی چاہیے۔

☆ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں آیا ہے: "وَخَفَضَ بِهَا صَوْتَهُ" اور آپ ﷺ نے اس (آمین) کے ساتھ اپنی آواز پست رکھی۔ ④

① ابو داود: ۴۰۰۱، الترمذی: ۲۹۲۷ وقال: "غریب" وصححه الحاکم علٰی شرط الشیخین (۲/ ۲۳۲) ووافقه الذهبی وسنده ضعیف وله شاهد قوی فی مسند احمد: ۶/ ۲۸۸ ح ۲۷۰۰۳ وسنده حسن والحدیث به حسن
② النسائی: ۹۰۶، وسنده صحیح، نیز دیکھئے فقرہ: ۷ حاشیہ: ۳ ③ ابن حبان الاحسان: ۱۸۰۲، وسنده صحیح ☆ ایک روایت میں آیا ہے: "فجهر بآمین" پس آپ ﷺ نے آمین بالجہر کہی۔ ابو داود: ۹۳۳ وسنده حسن ④ احمد: ۴/ ۳۱۶ ح ۱۹۰۴۸، ورجاله ثقات وهو معلول وأعله البخاری وغیرہ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سری نماز میں آمین سراً کہنی چاہیے، سری نمازوں میں آمین سراً کہنے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

10 پھر آپ ﷺ سورۃ سے پہلے ﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ پڑھتے۔ ①

11 آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر سورۂ فاتحہ پڑھو اور جو اللہ چاہے پڑھو۔'' ②
نبی ﷺ پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور کوئی ایک سورت پڑھتے تھے۔ ③
اور آخری دو رکعتوں میں (صرف) سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔ ④ آپ ﷺ
قراءت کے بعد رکوع سے پہلے سکتہ کرتے تھے۔ ⑤

12 پھر آپ ﷺ رکوع کے لئے تکبیر (اللہ اکبر) کہتے۔ ⑥

13 آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے۔ ⑦

① مسلم: ٤٠٠/٥٣ قال رسول اللہ ﷺ: ﴿أنزلت علي آنفا سورة، فقرأ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انْحَرْ ○ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ ○﴾ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے ایک دفعہ نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ پڑھی تو مہاجرین و انصار سخت ناراض ہوئے، پھر اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ سورت سے پہلے بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تھے۔ رواه الشافعی (الام: ١٠٨/١) وصححه الحاکم علیٰ شرط مسلم (٢/ ٢٣٣) ووافقه الذهبی۔ اس کی سند حسن ہے۔
② ابو داود: ٨٥٩، وسندہ حسن ③ البخاری: ٧٦٢ و مسلم: ٤٥١ ④ البخاری: ٧٧٦، مسلم: ١٥٥/ ٤٥١۔ آخری دو رکعتوں میں کوئی سورت ملانا بھی جائز ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم (٤٥٢) اور یہی کتاب ص ٢٤ فقرہ: ٤٨ حاشیہ: ٦ ⑤ ابو داود: ٧٧٧، ٧٧٨، ابن ماجه: ٨٤٥ وهو حدیث صحیح/ حسن بصری مدلس ہیں (طبقات المدلسین بتحقیقی: ٢/٤٠) لیکن ان کی سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے حدیث صحیح ہوتی ہے، اگرچہ تصریح سماع نہ بھی ہو کیونکہ وہ سمرہ رضی اللہ عنہ کی کتاب سے روایت کرتے تھے، نیز دیکھئے نیل المقصود فی التعلیق علیٰ سنن ابی داود: ٣٥٤ **تنبیہ:** اگر سورۂ فاتحہ رہ گئی ہو تو اسے سکتے میں پڑھ لیں۔ دیکھئے نصر الباری فی تحقیق جزء القراءة للبخاری (٢٧٤، ٢٧٥)
⑥ البخاری: ٧٨٩، مسلم: ٢٨/ ٣٩٢ ⑦ البخاری: ٧٣٨، مسلم: ٢٢/ ٣٩٠.

آپ ﷺ (عند الرکوع و بعدہ) رفع یدین کرتے، پھر (اس کے بعد) تکبیر کہتے۔ ①

اگر پہلے تکبیر اور بعد میں رفع یدین کرلیا جائے تو یہ بھی جائز ہے، ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے۔ ②

14 آپ ﷺ جب رکوع کرتے تو اپنے ہاتھوں سے اپنے گھٹنے، مضبوطی سے پکڑتے، پھر اپنی کمر جھکاتے (اور برابر کرتے) ③ آپ ﷺ کا سر نہ تو (پیٹھ سے) اونچا ہوتا اور نہ نیچا (بلکہ برابر ہوتا تھا) ④ آپ ﷺ اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھتے تھے، پھر اعتدال (سے رکوع) کرتے۔ نہ تو سر (بہت) جھکاتے اور نہ اسے (بہت) بلند کرتے ⑤ یعنی آپ ﷺ کا سر مبارک آپ کی پیٹھ کی سیدھ میں بالکل برابر ہوتا تھا۔

15 آپ ﷺ نے رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھے گویا آپ نے انھیں پکڑ رکھا ہے اور دونوں ہاتھ کمان کی ڈوری کی طرح تان کر اپنے پہلوؤں سے دور رکھے۔ ⑥

16 آپ ﷺ رکوع میں «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ» کہتے (رہتے) تھے۔ ⑦

① مسلم: ۲۲/ ۳۹۰ . ② ابو داود: ۷۳۰ وسندہ صحیح، نیز دیکھئے فقرہ: ۱ حاشیہ: ۱
③ البخاری: ۸۲۸ ④ مسلم: ۴۹۸/۲۴۰ ⑤ ابو داود: ۷۳۰ وسندہ صحیح
⑥ ابوداود: ۷۳۴، وسندہ حسن، وقال الترمذی (۲۶۰): "حدیث حسن صحیح" وصححہ ابن خزیمۃ: ۶۸۹ وابن حبان، الاحسان: ۱۸۶۸☆ **تنبیہ:** فلیح بن سلیمان صحیحین کے راوی ہیں اور حسن الحدیث ہیں، جمہور محدثین نے ان کی توثیق کی ہے، لہذا یہ روایت حسن لذاتہ ہے، فلیح مذکور پر جرح مردود ہے۔ والحمدللہ ⑦ مسلم: ۷۷۲، ولفظہ: "ثم رکع فجعل یقول: سبحان ربي العظیم، فکان رکوعہ نحوًا من قیامہ"

آپ ﷺ اس کا حکم دیتے تھے کہ یہ (دعا) رکوع میں پڑھیں۔ [1]

آپ ﷺ سے رکوع میں یہ دعائیں بھی ثابت ہیں:

* سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ [2]

یہ دعا آپ کثرت سے پڑھتے تھے۔

* سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ [3]
* سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ [4]
* اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَ مُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ [5]

ان دعاؤں میں سے کوئی سی دعا پڑھی جا سکتی ہے، ان دعاؤں کا ایک ہی رکوع یا سجدے میں جمع کرنا اور اکٹھا پڑھنا کسی صریح دلیل سے ثابت نہیں ہے۔ تاہم حالتِ تشہد «ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُوْ» (البخاری: ٨٣٥، واللفظ له، مسلم: ٤٠٢) کی عام دلیل سے ان دعاؤں کا جمع کرنا بھی جائز ہے۔ ☆

[1] ابوداود: ٨٦٩ وسنده صحيح، ابن ماجه:٨٨٧ وصححه ابن خزيمة: ٦٠١، ٦٧٠ وابن حبان، الاحسان ١٨٩٥ والحاكم: ١/ ٢٢٥، ٢/ ٤٧٧) واختلف قول الذهبي فيه، میمون بن مہران اور زہری (تابعی) فرماتے ہیں: رکوع وسجود میں تین تسبیحات سے کم نہیں پڑھنی چاہئیں (ابن ابی شیبہ فی المصنف ١/٢٥٠ ح ٢٥٧١ وسندہ حسن)

[2] البخاری: ٧٩٤، ٨١٧، مسلم:٤٨٤ [3] مسلم:٤٨٧ [4] مسلم: ٤٨٥

[5] مسلم:٧٧١ ☆ نیز دیکھئے فقرہ: ٢٥

17 ایک شخص نماز صحیح نہیں پڑھ رہا تھا، آپ ﷺ نے اسے نماز کا طریقہ سکھانے کے لئے فرمایا:

"جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو پورا وضو کر، پھر قبلہ کی طرف رخ کر کے تکبیر (اللہ اکبر) کہہ، پھر قرآن سے جو میسر ہو (سورہ فاتحہ) پڑھ، پھر اطمینان سے رکوع کر، پھر اٹھ کر (اطمینان سے) برابر کھڑا ہو جا، پھر اطمینان سے سجدہ کر، پھر اطمینان سے اٹھ کر بیٹھ جا، پھر اطمینان سے (دوسرا) سجدہ کر، پھر (دوسرے سجدے سے) اطمینان سے اٹھ کر بیٹھ جا، پھر اپنی ساری نماز (کی ساری رکعتوں) میں اسی طرح کر۔[1]

18 جب آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہتے تھے۔[2] رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنا بھی صحیح اور ثابت ہے۔[3]

رکوع کے بعد درج ذیل دعائیں بھی ثابت ہیں:

* اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ[4] اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ

[1] البخاری: ۶۲۵۱ [2] البخاری: ۷۳۵، راجح یہی ہے کہ امام مقتدی اور منفرد سب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پڑھیں۔ (سنن الدارقطنی ۱/۳۳۹، ۳۴۰ ح ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، وسندہ حسن) محمد بن سیرین اس کے قائل تھے کہ مقتدی بھی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہ کہے۔ دیکھئے مصنف ابن ابی شیبۃ (۱/۲۵۳ ح ۲۶۰۰ وسندہ صحیح) [3] البخاری: ۷۸۹، بعض اوقات رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ جہراً کہنا بھی جائز ہے، عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج سے روایت ہے: سمعت أباهريرة يرفع صوته باللهم ربنا ولك الحمد" میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اونچی آواز کے ساتھ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔" (مصنف ابن ابی شیبۃ: ۱/۲۴۸ ح ۲۵۵۶ وسندہ صحیح) [4] البخاری: ۷۹۶

وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ ① اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ لَامَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَامَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ②

❁ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ ③

19 رکوع کے بعد قیام میں ہاتھ باندھنے چاہئیں یا نہیں، اس مسئلے میں صراحت سے کچھ بھی ثابت نہیں، لہٰذا دونوں طرح عمل جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ بعد الرکوع ہاتھ نہ باندھے جائیں۔ ④

20 پھر آپ ﷺ تکبیر کہہ کر (یا کہتے ہوئے) سجدے کے لئے جھکتے۔ ⑤

21 آپ ﷺ نے فرمایا: «إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيْرُ وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ» ''جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے (بلکہ) اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے (زمین پر) رکھے۔'' آپ ﷺ کا عمل بھی اسی کے مطابق تھا۔ ⑥

---

① مسلم: ٤٧٦ ② مسلم: ٢٠٦/ ٤٧٨ ③ البخاری: ٧٩٩ ④ امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے چاہئیں یا چھوڑ دینے چاہئیں تو انھوں نے فرمایا: أرجوأن لا يضيق ذلك إن شاء الله ''مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ اس میں کوئی تنگی نہیں ہے۔'' (مسائل احمد: رواية صالح بن احمد بن حنبل: ٥٦١) ⑤ البخاری: ٨٠٣، مسلم: ٢٨/ ٢٣٩. ⑥ ابوداود: ٨٤٠ وسنده صحيح على شرط مسلم، النسائی: ١٠٩٢، وسنده حسن/ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھٹنوں سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ (زمین پر) رکھتے تھے (البخاری قبل حدیث: ٨٠٣) اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے (صحيح ابن خزيمة: ٦٢٧ وسنده حسن، وصححه الحاكم ==>

22 آپ ﷺ سجدے میں ناک اور پیشانی، زمین پر (خوب) جما کر رکھتے، اپنے بازوؤں کو اپنے پہلو (بغلوں) سے دور کرتے اور دونوں ہتھیلیاں کندھوں کے برابر (زمین) پر رکھتے۔ ① سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے جب سجدہ کیا تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے کانوں کے برابر رکھا۔ ②

23 سجدے میں آپ ﷺ اپنے دونوں بازوؤں کو اپنی بغلوں سے ہٹا کر رکھتے تھے۔ ③ آپ ﷺ سجدے میں اپنے ہاتھ (زمین پر) رکھتے، نہ تو انھیں بچھاتے اور نہ (بہت) سمیٹتے، اپنے پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھتے۔ ④ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی تھی۔ ⑤ آپ ﷺ فرماتے تھے: ''سجدے میں اعتدال کرو، کتے کی طرح بازو نہ بچھاؤ۔'' ⑥ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا

==> علیٰ شرط مسلم: ١/ ٢٢٦ ووافقه الذهبی) جس روایت میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے اور پھر ہاتھ رکھتے تھے (ابو داود: ٨٣٨ وغیرہ) شریک بن عبداللہ القاضی کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ اس کے تمام شواہد بھی ضعیف ہیں، ابو قلابہ (تابعی) سجدہ کرتے وقت پہلے گھٹنے لگاتے تھے اور حسن بصری (تابعی) پہلے ہاتھ لگاتے تھے (ابن ابی شيبة: ١/ ٢٦٣ ح ٢٧٠٨ وسنده صحيح) محمد بن سیرین (تابعی) بھی پہلے گھٹنے لگاتے تھے (ابن ابی شیبة: ١/ ٢٦٣ ح ٢٧٠٩ وسنده صحيح) دلائل کی رو سے راجح اور بہتر یہی ہے کہ پہلے ہاتھ اور پھر گھٹنے لگائے جائیں۔ ① ابو داود: ٧٣٤، وسنده حسن، نیز دیکھئے فقرہ: ١٥ حاشیہ: ٥ ② ابو داود: ٧٢٦ وسنده صحيح، النسائی: ٨٩٠ وصححه ابن خزيمة: ٦٤١ وابن حبان، الاحسان: ١٨٥٧، نیز دیکھئے فقرہ: ٤ حاشیہ: ٤ ③ ابو داود: ٧٣٠ وسنده صحيح دیکھئے فقرہ: ١٤ حاشیہ: ٤ ④ البخاری: ٨٢٨ ⑤ البخاری: ٣٩٠، مسلم: ٤٩٥ ⑥ البخاری: ٨٢٢، مسلم: ٤٩٣، اس حکم میں مرد اور عورتیں سب شامل ہیں، لہٰذا عورتوں کو بھی چاہیے کہ سجدے میں اپنے بازو نہ پھیلائیں۔

ہے: پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں قدموں کے پنجے“ ①
آپ ﷺ فرماتے تھے: ”جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو سات اطراف (اعضاء) اس کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں، چہرہ، ہتھیلیاں، دو گھٹنے اور دو پاؤں۔“ ② معلوم ہوا کہ سجدے میں ناک، پیشانی، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کا زمین پر لگانا ضروری ہے۔ ایک روایت میں ہے: «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَضَعْ أَنْفَهُ عَلَى الْأَرْضِ» ”جو شخص (سجدے میں) اپنی ناک، زمین پر نہ رکھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔“ ③

24 آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اگر بکری کا بچہ آپ کے بازوؤں کے درمیان سے گزرنا چاہتا تو گزر سکتا تھا۔ ④

25 سجدے میں بندہ اپنے رب کے انتہائی قریب ہوتا ہے، لہٰذا سجدے میں خوب دعا کرنی چاہیے ⑤ سجدے میں درج ذیل دعائیں پڑھنا ثابت ہیں:

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى ⑥ * سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ⑦ * سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ ⑧ * سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ ⑨ * اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهُ دِقَّهُ وَجِلَّهُ وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ ⑩

① البخاری: ۸۱۲، مسلم: ۴۹۰ ② مسلم: ۴۹۱ ③ سنن الدارقطنی: ۱/ ۳۴۸ ح ۱۳۰۳ مرفوعاً وسندہ حسن ④ مسلم: ۴۹۶، یعنی نبی ﷺ اپنے سینے اور پیٹ کو زمین سے بلند رکھتے تھے، عورتوں کے لئے بھی یہی حکم ہے: «صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ» ”نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔“ ⑤ مسلم: ۴۸۲ ⑥ مسلم: ۷۷۲ ⑦ البخاری: ۷۹۴، ۸۱۷، مسلم: ۴۸۴ ⑧ مسلم: ۴۸۷ ⑨ مسلم: ۴۸۵ ⑩ مسلم: ۴۸۳

* اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَ بَصَرَهٗ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ①

26 آپ ﷺ سجدے کو جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ ②

27 آپ ﷺ سجدے کی حالت میں اپنے دونوں پاؤں کی ایڑیاں ملا دیتے اوران کا رخ قبلے کی طرف ہوتا تھا۔ ③ اور آپ اپنے دونوں قدم کھڑے رکھتے تھے۔ ④

28 آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر سجدے سے اٹھتے۔ ⑤ آپ ﷺ اللہ اکبر کہہ کر سجدے سے سر اٹھاتے اور اپنا بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے۔ ⑥ آپ ﷺ سجدے سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے (البخاری: ۷۳۸، مسلم: ۳۹۰/۲۲) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نماز میں (نبی ﷺ کی) سنت یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا کر کے بایاں پاؤں بچھا دیا جائے۔ ⑦

29 آپ ﷺ سجدے سے اٹھ کر (جلسے میں) تھوڑی دیر بیٹھے رہتے۔ ⑧ حتیٰ کہ کوئی کہنے والا کہہ دیتا: ''آپ بھول گئے ہیں۔'' ⑨

---

① مسلم: ۷۷۱ (جو دعا با سند صحیح ثابت ہو جائے سجدے میں اس کا پڑھنا افضل ہے، رکوع اور سجدے میں قرآن پڑھنا منع ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم: ۴۷۹، ۴۸۰) ② البخاری: ۷۳۸ ③ البیهقی: ۲/ ۱۱۶ وسنده صحیح وصححه ابن خزیمة: ٦٥٤ وابن حبان، الاحسان: ۱۹۳۰، والحاکم (۱/ ۲۲۸، ۲۲۹) علیٰ شرط الشیخین ووافقه الذهبی ④ مسلم: ٤٨٦، مع شرح النووی ⑤ البخاری: ۷۸۹، مسلم: ۳۹۲ ⑥ ابوداود: ۷۳۰ وسنده صحیح ⑦ البخاری: ۸۲۷ ⑧ البخاری: ۸۱۸ ⑨ البخاری: ۸۲۱، مسلم: ٤٧٢

30 آپ جلسے میں یہ دعا پڑھتے تھے: ((رَبِّ اغْفِرْلِيْ، رَبِّ اغْفِرْلِيْ)) [1]

31 پھر آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر (دوسرا) سجدہ کرتے۔ [2]

آپ ﷺ سجدے میں جاتے وقت رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ [3]

آپ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ [4]

سجدے میں آپ ﷺ ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی)) پڑھتے تھے۔ [5] دیگر دعاؤں کے لئے دیکھئے فقرہ:۲۵

32 پھر آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) کہہ کر (دوسرے) سجدے سے سر

---

[1] ابو داود: ۸۷٤ وھو حدیث صحیح، النسائی: ۱۰۷۰، ۱۱٤٦، اس روایت میں رجل من بنی عبس سے مراد: صلة بن زفر ہیں۔ دیکھئے مسند الطیالسی (٤۱٦) ابوحمزہ مولیٰ الانصار سے مراد: طلحہ بن یزید ہیں۔ دیکھئے تحفة الاشراف (۵۸/۳ ح ۳۳۹۵) و تقریب التھذیب (تحت رقم: ۸۰٦۳) جلسہ میں تشہد کی طرح اشارہ، جس روایت میں آیا ہے (مسند احمد: ۳۱۷/٤ ح ۱۹۰٦۳) اس کی سند سفیان (الثوری) کی تدلیس (عنعنہ) کی وجہ سے ضعیف ہے، حافظ ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”وأما المدلسون الذین ھم ثقات وعدول فإنا لا نحتج بأخبارھم إلا ما بینوا السماع فیما رووا مثل الثوري و الأعمش وأبي إسحاق وأضرابھم من الأئمة المتقنین۔۔۔“ مدلسین جو ثقہ و عادل ہیں ہم ان کی صرف انھی روایات سے حجت پکڑتے ہیں جن میں انھوں نے سماع کی تصریح کی ہے۔ مثلاً (سفیان) ثوری، اعمش، ابو اسحاق اور ان جیسے دوسرے صاحب تقویٰ (صاحبِ اتقان) ائمہ (صحیح ابن حبان، الاحسان مع تحقیق شعیب الارناووط ج ۱ ص ۱٦۱) سفیان الثوری کو حاکم نیشاپوری نے (مدلسین کے طبقۂ) ثالثہ میں ذکر کیا ہے (دیکھئے معرفة علوم الحدیث ص ۱۰٦) مکحول تابعی رحمہ اللہ دوسجدوں کے درمیان ”اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَارْزُقْنِيْ“ پڑھتے تھے۔ (مصنف ابن أبی شیبة ۲/ ۵۳٤ ح ۸۸۳۸، دوسرا نسخہ ۳/ ٦۳٤ ح ۸۹۲۲ واللفظ له وسنده صحیح) نبی ﷺ نے ایک آدمی کو نماز میں ((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاھْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ)) کی دعا سکھائی۔ (صحیح مسلم ۳۵/ ۲٦۹۷) [2] البخاری: ۷۸۹، مسلم: ۸۲/ ۲۳۹ [3] البخاری: ۸۷۳ [4] مسلم: ۱۲/ ۳۹۰، سجدہ کرتے وقت، سجدے سے سر اٹھاتے وقت اور سجدوں کے درمیان رفع یدین کرنا ثابت نہیں ہے۔ [5] مسلم: ۷۷۲

اٹھاتے [1] سجدے سے اٹھتے وقت آپ ﷺ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ [2]

33 آپ ﷺ جب طاق (پہلی یا تیسری) رکعت میں دوسرے سجدے سے سر اٹھاتے تو بیٹھ جاتے تھے۔ [3] دوسرے سجدے سے آپ ﷺ جب اٹھتے تو بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے حتیٰ کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آجاتی۔ [4]

34 ایک رکعت مکمل ہوگئی، اب اگر آپ ایک وتر پڑھ رہے ہیں تو پھر تشہد، درود اور دعائیں (جن کا ذکر آگے آرہا ہے) پڑھ کر سلام پھیر لیں۔ [5]

35 پھر آپ ﷺ زمین پر (دونوں ہاتھ رکھ کر) اعتماد کرتے ہوئے (دوسری رکعت کے لئے) اٹھ کھڑے ہوتے۔ [6]

36 رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوتے تو «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ» سے قراءت شروع کرتے وقت سکتہ نہ کرتے تھے۔ [7]

---

[1] البخاری:۷۸۹، مسلم: ۳۹۲/۲۸ [2] البخاری: ۷۳۸، مسلم: ۳۹۰/۲۲
[3] البخاری: ۸۲۳ [4] ابوداود:۷۳۰ وسندہ صحیح، آپ ﷺ دوسرے سجدے کے بعد بیٹھنے کا حکم دیتے تھے (صحیح البخاری:٦٢٥١) نیز دیکھئے فقرہ ۱۷، اس سنت صحیحہ کے خلاف کچھ بھی ثابت نہیں ہے۔ [5] دیکھئے تشہد = فقرہ:۴۱ درود = فقرہ: ۴۲ دعائیں = فقرہ: ۴۹، ۵۰، سلام = فقرہ: ۵۰، ۵۱ ایک رکعت پر اگر سلام پھیرا جائے تو تورک کرنا جائز ہے اور نہ کرنا بھی، مگر بہتر یہی ہے کہ تورک کیا جائے ایک روایت میں ہے: ''حتی إذا كانت السجدة التي فيها التسليم أخر رجله اليسرىٰ وقعد متوركًا على شقه الأيسر'' ابوداود:۷۳۰ وسندہ صحیح۔
[6] البخاری: ۸۲٤ وابن خزیمة فی صحیحه: ٦٨٧، ازرق بن قیس (ثقہ/ التقریب: ۳۰۲) سے روایت ہے کہ میں نے (عبداللہ) بن عمر (رضی اللہ عنہما) کو دیکھا آپ نماز میں اپنے دونوں ہاتھوں پر اعتماد کر کے کھڑے ہوئے۔ (مصنف ابن ابی شیبة: ۳۹۵/۱ ح ۳۹۹٦ وسندہ صحیح) [7] مسلم: ۵۹۹، ابن خزیمة: ۱٦۰۳، ابن حبان: ۱۹۳۳.

سورۂ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کا ذکر گزر چکا ہے۔ [1]

﴿ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴾ [2] کی رُو سے بسم اللہ سے پہلے «اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ» پڑھنا بھی جائز بلکہ بہتر ہے۔ رکعت اولیٰ میں جو تفاصیل گزر چکی ہیں [3] حدیث: ''پھر ساری نماز میں اسی طرح کر'' [4] کی رُو سے دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھنی چاہیے۔

37 دوسری رکعت میں دوسرے سجدے کے بعد (تشہد کے لئے) بیٹھ جانے کے بعد آپ ﷺ اپنا دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے تھے۔ [5] آپ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے ترپن کا عدد (حلقہ) بناتے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے [6] یعنی اشارہ کرتے ہوئے دعا کرتے تھے۔ یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ اپنی دونوں رانوں پر رکھتے اور انگوٹھے کو درمیانی انگلی سے ملاتے (حلقہ بناتے) اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔ [7] لہٰذا دونوں طرح عمل جائز ہے۔

38 آپ ﷺ اپنی دائیں کہنی کو دائیں ران پر رکھتے تھے۔ [8] آپ ﷺ اپنی دونوں ذراعیں [9] اپنی رانوں پر رکھتے تھے۔ [10]

(1) دیکھئے فقرہ: ۷ وحاشیہ: ۳ (2) النحل: ۹۸ (3) فقرہ: ۱ سے لے کر فقرہ: ۳۳ تک (4) البخاری: ٦٢٥١، نیز دیکھئے فقرہ: ۱۷ (5) مسلم: ۱۱۲/۵۷۹ (6) مسلم: ۱۱۵/ ۵۸۰ (7) مسلم: ۱۱۳/ ۵۷۹. (8) ابو داود: ۷۲٦، ۹۵۷ وسندہ صحیح، النسائی: ۱۲٦٦، ابن خزیمہ: ۷۱۳، ابن حبان، الاحسان: ۱۸۵۷ (9) ذراع کے مفہوم کے لئے دیکھئے فقرہ: ۴ (10) النسائی: ۱۲٦۵ وھو حدیث صحیح بالشواھد

39 آپ ﷺ جب تشہد کے لئے بیٹھتے تو شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔ ① آپ ﷺ انگلی اٹھا دیتے، اس کے ساتھ تشہد میں دعا کرتے تھے۔ ② آپ ﷺ شہادت والی انگلی کو تھوڑا سا جھکا دیتے تھے۔ ③ آپ ﷺ اپنی شہادت والی انگلی کو حرکت دیتے (ہلاتے) رہتے تھے۔ ④

40 آپ ﷺ اپنی تشہد کی انگلی کو قبلہ رخ کرتے اور اسی کی طرف دیکھتے رہتے تھے۔ ⑤ آپ ﷺ دو رکعتوں کے بعد والے (پہلے) تشہد، اور چار رکعتوں کے بعد والے (آخری) تشہد، دونوں تشہدوں میں یہ اشارہ کرتے تھے۔ ⑥

① مسلم: ۵۸۰/۱۱۵ ② ابن ماجہ:۹۱۲، وسندہ صحیح، ابن حبان، الاحسان: ۱۹۴۲ ③ ابوداود: ۹۹۱وسندہ حسن، ابن خزیمۃ: ۷۱۶، ابن حبان الاحسان: ۱۹۴۳ ④ النسائی: ۱۲۶۹وسندہ صحیح، ابن خزیمۃ: ۷۱۴، ابن الجارود فی المنتقٰی: ۲۰۸، ابن حبان، الاحسان: ۱۸۵۷ ☆ تنبیہ: بعض لوگوں نے غلط فہمی کی وجہ سے یہ اعتراض کیا ہے کہ "یُحرِّکُھا" کا لفظ شاذ ہے کیونکہ اسے زائدہ بن قدامہ کے علاوہ کسی نے بیان نہیں کیا، اس کا جواب یہ ہے کہ: زائدہ بن قدامہ: ثقۃ ثبت، صاحب سنۃ ہیں (التقریب: ۱۹۸۲) لہٰذا ان کی زیادت مقبول ہے اور دوسرے راویوں کا یہ لفظ ذکر نہ کرنا شذوذ کی دلیل نہیں کیونکہ عدم ذکر نفی ذکر کی دلیل نہیں ہوتا۔ یاد رہے کہ "ولا یحرکھا" والی روایت (ابو داود: ۹۸۹، النسائی: ۱۲۷۱) محمد بن عجلان کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے، دیکھئے میری کتاب " أنوار الصحيفة فی الأحاديث الضعيفة"(ص۲۸) محمد بن عجلان مدلس ہیں (طبقات المدلسین:۳/۹۸ بتحقیقی / الفتح المبین ص۶۱،۶۰) ⑤ النسائی: ۱۱۶۱، وسندہ صحیح، ابن خزیمۃ: ۷۱۹، ابن حبان، الاحسان: ۱۹۴۳ ☆ **تنبیہ:** یہ روایت اس متن کے بغیر صحیح مسلم: ۵۸۰/۱۱۶ میں مختصراً موجود ہے۔
⑥ النسائی:۱۱۶۲،وسندہ حسن ☆ **تنبیہ:** لا الٰہ پر انگلی اٹھانا اور الا اللہ پر رکھ دینا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے، بلکہ احادیث کے عموم سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ شروع سے آخر تک، حلقہ بنا کر شہادت والی انگلی اٹھائی جائے، رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو (تشہد میں) دو انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "أَحِّدْ أَحِّدْ": صرف ایک انگلی سے اشارہ کرو (الترمذی: ۳۵۵۷ وقال: حسن، النسائی: ۱۲۷۳ وھو حدیث صحیح) اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شروع تشہد سے لے کر آخر تک شہادت والی انگلی اٹھائی رکھنی چاہیے۔

41 آپ ﷺ تشہد میں درج ذیل دعا (التحیات) سکھاتے تھے:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ[1] اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ[2]

42 پھر آپ ﷺ درود پڑھنے کا حکم دیتے تھے:[3]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

---

[1] یہاں علیک سے مراد حاضر نہیں بلکہ غائب ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو ہم: ''اَلسَّلَامُ يَعْنِيْ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم'' پڑھتے تھے (البخاری: ٦٢٦٥) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ''علیک'' کی جگہ ''علی'' پڑھنا اس بات کی زبردست دلیل ہے کہ ''علیک'' سے مراد یہاں قطعاً حاضر نہیں ہے۔ یاد رہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اپنی روایتوں کو بعد والے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ جانتے ہیں۔ [2] البخاری: ١٢٠٢ ☆ **تنبیہ:** اس مشہور ''التحیات'' کے علاوہ دوسرے جتنے صیغے صحیح و حسن احادیث سے یہاں پڑھنے ثابت ہیں (اس کے بدلے میں) اُن کا پڑھنا جائز اور موجبِ ثواب ہے۔ [3] البخاری: ٣٣٧٠، البیہقی فی السنن الکبریٰ ١٤٨/٢ ح ٢٨٥٦.

43 دو رکعتیں مکمل ہو گئیں، اب اگر دو رکعتوں والی نماز (مثلاً صلوٰۃ الفجر) ہے تو دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیں اور اگر تین یا چار رکعتوں والی نماز ہے تو تکبیر کہہ کر کھڑے ہو جائیں۔ (1)

44 پھر جب آپ ﷺ دو رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو (اٹھتے وقت) تکبیر (اللہ اکبر) کہتے (2) اور رفع یدین کرتے تھے۔ (3)

45 تیسری رکعت بھی دوسری رکعت کی طرح پڑھنی چاہیے، اِلا یہ کہ تیسری اور چوتھی (آخری دونوں) رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھنی چاہیے اس کے ساتھ کوئی سورت وغیرہ نہیں ملانی چاہیے، جیسا کہ سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث سے ثابت ہے۔ (4)

46 اگر تین رکعتوں والی نماز (مثلاً صلوٰۃ المغرب) ہے تو تیسری رکعت مکمل کرنے کے بعد (دوسری رکعت کی طرح تشہد اور درود پڑھ لیا جائے اور

(1) پہلے تشہد میں درود پڑھنا انتہائی بہتر اور موجبِ ثواب ہے، عام دلائل میں ''قولوا'' کے ساتھ اس کا حکم آیا ہے کہ درود پڑھو، اس حکم میں آخری تشہد یا پہلے تشہد کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ نیز دیکھئے سنن النسائی (ج ٤ ص ٢٤١ ح ١٧٢١) والسنن الکبریٰ (٢/ ٥٠٠، ٤٩٩ وسندہ صحیح) تاہم اگر کوئی شخص پہلے تشہد میں درود نہ پڑھے اور صرف التحیات پڑھ کر ہی کھڑا ہو جائے تو یہ بھی جائز ہے، جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے التحیات (عبدہ ورسولہ تک) سکھا کر فرمایا: ''پھر اگر نماز کے درمیان (اول تشہد) میں ہو تو کھڑا ہو جائے'' (مسند احمد: ١/ ٤٥٩ ح ٤٣٨٢، وسندہ حسن) اگر دوسری رکعت پر سلام پھیرا جا رہا ہے تو تورک کرنا بہتر ہے اور نہ کرنا بھی جائز ہے دیکھئے فقرہ: ٣٤، حاشیہ: ٩۔ (2) البخاری: ٧٨٩، ٨٠٣، مسلم: ٢٨/ ٣٩٢ (3) البخاری: ٧٣٩۔ **تنبیہ:** یہ روایت بالکل صحیح ہے، اس پر بعض محدثین کی جرح مردود ہے، سنن ابی داود (٧٣٠ وسندہ صحیح) وغیرہ میں اس کے صحیح شواہد بھی ہیں۔ والحمد للہ / نیز دیکھئے فقرہ: ٢۔ (4) اور اگر آخری دونوں رکعتوں میں سے ہر رکعت میں کوئی سورت پڑھ لی جائے تو جائز ہے۔ دیکھئے حاشیہ: ٦، نیز دیکھئے فقرہ: ١١، حاشیہ: ٥۔

دعا جس کا ذکر آگے آرہا ہے پڑھ کر دونوں طرف) سلام پھیر دیا جائے۔[1] تیسری رکعت میں اگر سلام پھیرا جائے تو تورک کرنا چاہیے۔ دیکھئے فقرہ: ۴۸۔

47 اگر چار رکعتوں والی نماز ہے تو دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ کر کھڑا ہو جائے۔[2]

48 چوتھی رکعت بھی تیسری رکعت کی طرح پڑھے۔[3] آپ ﷺ چوتھی رکعت میں تورک کرتے تھے (صحیح البخاری: ۸۲۸) تورک کا مطلب یہ ہے کہ ''نمازی کا دائیں کولہے کو دائیں پیر پر اس طرح رکھنا کہ وہ کھڑا ہو، اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو، نیز بائیں کولہے کو زمین پر ٹیکنا اور بائیں پیر کو پھیلا کر دائیں طرف نکالنا۔'' (القاموس الوحید ص ۱۸۴۱ نیز دیکھئے فقرہ: ۴۹) نماز کی آخری رکعت کے تشہد میں تورک کرنا چاہیے۔[4]

چوتھی رکعت مکمل کرنے کے بعد التحیات اور درود پڑھے۔[5]

49 پھر اس کے بعد جو دعا پسند ہو (عربی زبان میں) پڑھ لے[6] چند دعائیں درج ذیل ہیں جنھیں رسول اللہ ﷺ پڑھتے یا پڑھنے کا حکم دیتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

[1] البخاری: ۱۰۹۲ [2] دیکھئے فقرہ: ۳۳ [3] یعنی صرف سورۂ فاتحہ ہی پڑھے، تاہم تیسری اور چوتھی رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے علاوہ کوئی سورت پڑھنا بھی جائز ہے، جیسا کہ صحیح مسلم (۴۵۲) کی حدیث سے ثابت ہے۔ [4] دیکھئے سنن ابی داود (۷۳۰ وسندہ صحیح) [5] دیکھئے فقرہ: ۴۱، وفقرہ: ۴۲
[6] البخاری: ۸۳۵ مسلم: ۴۰۲، اس پر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب باندھا ہے: باب ما یتخیر من الدعاء بعد التشھد ولیس بواجب ''تشہد کے بعد جو دعا اختیار کر لی جائے اس کا باب اور یہ (دعا) واجب نہیں ہے۔''

وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ [1]

✻ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ [2]

✻ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ [3]

✻ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ [4]

---

[1] البخاری: ۱۳۷۷، مسلم: ۵۸۸/۱۳۱، رسول اللہ ﷺ اس دعا کا حکم دیتے تھے (مسلم: ۵۸۸/۱۳۰) لہٰذا یہ دعا تشہد میں ساری دعاؤں سے بہتر ہے، طاؤس (تابعی) سے مروی ہے کہ وہ اس دعا کے بغیر نماز کے اعادے کا حکم دیتے تھے (مسلم: ۵۹۰/۱۳٤)

[2] البخاری: ۸۳۲، مسلم: ۵۸۹ [3] مسلم: ۵۹۰ [4] البخاری: ۸۳٤، مسلم: ۲۷۰۵

* اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ [1]

50 ان کے علاوہ جو دعائیں ثابت ہیں ان کا پڑھنا جائز اور موجب ثواب ہے، مثلاً آپ ﷺ یہ دعا بکثرت پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ [2]

دعا کے بعد رسول اللہ ﷺ دائیں اور بائیں طرف سلام پھیر دیتے تھے۔ [3]

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ [4]

---

[1] مسلم:۷۷۱. [2] البخاری:۴۵۲۲ [3] مسلم: ۵۸۱، ۵۸۲ [4] ابو داود: ۹۹۶،وھو حدیث صحیح، الترمذی:۲۹۵ وقال:"حسن صحیح" النسائی: ۱۳۲۰، ابن ماجه:۹۱۴، ابن حبان، الاحسان: ۱۹۸۷. **تنبیه:** ابو اسحاق الہمدانی نے "حدثني علقمة بن قيس والأسود بن يزيد وأبو الأحوص" کہہ کر سماع کی تصریح کر دی ہے، دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی:۲/۱۷۷ ح ۲۹۷۴، لہٰذا اس روایت پر جرح صحیح نہیں ہے، ابو اسحاق سے یہ روایت سفیان الثوری وغیرہ نے بیان کی ہے والحمد للہ۔ اگر دائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور بائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہیں تو بھی جائز ہے، دیکھئے سنن ابی داود (۹۹۷ وسندہ صحیح)

51 اگر امام نماز پڑھا رہا ہو تو جب وہ سلام پھیر دے تو سلام پھیرنا چاہیے، عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْنَا حِيْنَ سَلَّمَ۔ "ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو ہم نے بھی سلام پھیرا۔" [1]

دعائے قنوت

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ اِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَاِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ [وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ] تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ [2]

[1] البخاری: ۸۳۸، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پسند کرتے تھے کہ جب امام سلام پھیر لے تو (پھر) مقتدی سلام پھیریں (البخاری قبل حدیث: ۸۳۸ تعلیقاً) لہٰذا بہتر یہی ہے کہ امام کے دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد ہی مقتدی سلام پھیرے، اگر امام کے ساتھ ساتھ، پیچھے پیچھے بھی سلام پھیر لیا جائے تو جائز ہے۔ دیکھئے فتح الباری (۲/ ۳۲۳ باب ۱۵۳، یسلم حین یسلم الإمام) [2] سنن ابی داود: ۱۴۲۵، اسے ترمذی (۴٦٤) نے حسن، ابن خزیمہ (۲/ ۱۵۱-۱۵۲ ح ۱۰۹۵، ۱۰۹٦) اور نووی نے صحیح کہا ہے۔

نماز کے بعد اذکار

1 عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''كُنْتُ أَعْرِفُ اِنْقِضَاءَ صَلٰوةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِالتَّكْبِيْرِ'' میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا اختتام تکبیر (اللہ اکبر) سے پہچان لیتا تھا۔ [1]

ایک روایت میں ہے: ''مَا كُنَّا نَعْرِفُ اِنْقِضَاءَ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَّا بِالتَّكْبِيْرِ'' ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ختم ہونا معلوم نہیں ہوتا تھا مگر تکبیر (اللہ اکبر سننے) کے ساتھ۔ [2]

2 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مکمل کرنے کے بعد تین دفعہ استغفار کرتے (اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ) اور فرماتے:

«اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ» [3]

3 آپ صلی اللہ علیہ وسلم درج ذیل دعائیں بھی پڑھتے تھے:

---

[1] البخاری: ۸۴۲، مسلم: ۵۸۳/۱۲۰ امام ابو داود (قبل حدیث: ۱۰۰۲) نے اس حدیث پر باب التکبیر بعد الصلاۃ کا باب باندھا ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ (فرض) نماز کے بعد امام اور مقتدیوں کو اونچی آواز سے اللہ اکبر کہنا چاہیے، یہی حکم منفرد کے لئے بھی ہے ''أن رفع الصوت بالذکر'' میں الذکر سے مراد ''التکبیر'' ہی ہے، جیسا کہ حدیثِ بخاری وغیرہ سے ثابت ہے، اصول میں یہ مسلّم ہے کہ ''الحدیث یفسر بعضہ بعضًا'' یعنی ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر کرتی ہے۔

[2] مسلم: ۵۸۳/۱۲۱ [3] مسلم: ۵۹۱

* «لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ» [1]

* اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ [2]

آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ہر نماز کے بعد تینتیس [۳۳] دفعہ تسبیح (سبحان اللہ) تینتیس [۳۳] دفعہ تحمید (الحمد للہ) اور تینتیس [۳۳] دفعہ تکبیر (اللہ اکبر) پڑھے اور آخری دفعہ «لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ» پڑھے تو اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، اگرچہ وہ (گناہ) سمندر کے جھاگ کے برابر (بہت زیادہ) ہوں۔“ [3] تینتیس [۳۳] دفعہ سبحان اللہ، تینتیس [۳۳] دفعہ الحمد للہ، اور چونتیس [۳۴] دفعہ اللہ اکبر کہنا بھی صحیح ہے۔ [4] آپ ﷺ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ہر نماز کے بعد معوذات (وہ سورتیں جو قل اعوذ سے شروع ہوتی ہیں) پڑھیں۔ [5]

---

[1] البخاری: ٨٤٤، مسلم: ٥٩٣. [2] ابوداود: ١٥٢٢ وسنده صحيح، النسائی: ١٣٠٤ و صححه ابن خزيمة: ٧٥١ وابن حبان، الاحسان: ٢٠١٧، ٢٠١٨ والحاكم علىٰ شرط الشيخين (١/ ٢٧٣) ووافقه الذهبی [3] مسلم: ٥٩٧ [4] دیکھئے مسلم: ٥٩٦ [5] ابوداود: ١٥٢٣ وسنده حسن، ==>

ان کے علاوہ جو دعائیں قرآن و حدیث سے ثابت ہیں ان کا پڑھنا افضل ہے، چونکہ نماز اب مکمل ہو چکی ہے، لہٰذا اپنی زبان میں بھی دعا مانگی جا سکتی ہے۔ [1]

4 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہر فرض نماز کے آخر میں (سلام کے بعد) آیت الکرسی پڑھی، وہ شخص مرتے ہی جنت میں داخل ہو جائے گا۔“ [2]

==>النسائی: ۱۳۳۷ وله طريق آخر عند الترمذی: ۲۹۰۳ وقال: ”غريب“ وطريق أبی داود: صححه ابن خزيمة: ۷۵۵ وابن حبان، الاحسان: ۲۰۰۱ والحاكم (۲۵۳/۱) علىٰ شرط مسلم ووافقه الذهبی [1] نماز کے بعد اجتماعی دعا کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ دعا کرتے تو آخر میں اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے (البخاری فی الادب المفرد: ۶۰۹ وسنده حسن) اس روایت (اثر) کے راویوں محمد بن فلیح اور فلیح بن سلیمان دونوں پر جرح مردود ہے، ان کی حدیث حسن کے درجے سے نہیں گرتی، نیز دیکھئے فقرہ: ۱۵، حاشیہ: ۵ [2] النسائی فی الکبریٰ: ۹۹۲۸ (عمل اليوم والليلة: ۱۰۰ وسنده حسن، وكتاب الصلوٰة لابن حبان (اتحاف المهرة لابن حجر: ۲۵۹/۶ ح ۶۴۸۰)

نماز جنازہ پڑھنے کا صحیح اور مدلل طریقہ

1 وضو کریں۔ ① ٢: شرائط نماز پوری کریں۔ ②
2 قبلہ رُخ کھڑے ہو جائیں۔ ③ ۴: تکبیر (اللہ اکبر) کہیں۔ ④
3 تکبیر کے ساتھ رفع یدین کریں۔ ⑤
4 اپنا دایاں ہاتھ بائیں ذراع پر رکھیں۔ ⑥
5 دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر، سینے پر رکھیں۔ ⑦
6 اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ پڑھیں۔ ⑧

① حدیث: ((لا تقبل صلاة بغير طهور)) وضو کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی / رواہ مسلم فی صحیحه: (٥٣٥) ١ / ٢٢٤ ، نیز دیکھئے صحیح بخاری: ٦٢٥١ ② دیکھئے حدیث: ((وصلوا كما رأيتموني أصلي)) اور نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ رواہ البخاری فی صحیحه: ٦٣١ ③ موسوعة الإجماع فی الفقه الإ سلامي (ج٢ ص ٧٠٤) نیز دیکھئے صحیح البخاری (٦٢٥١) ④ عبدالرزاق فی المصنف (٣ / ٤٩٠، ٤٨٩ ح ٦٤٢٨) وسنده صحيح، وصححه ابن الجارود بروايته فی المنتقى (٥٤٠) زبان کے ساتھ نماز جنازہ کی نیت ثابت نہیں ہے۔ ⑤ عن نافع قال: كان (ابن عمر) يرفع يديه في كل تكبيرة على الجنازة (ابن ابی شيبة فی المصنف ٣ / ٢٩٦ ح ١١٣٨٠ وسنده صحيح) ⑥ البخاری: ٧٤٠، والامام مالك فی الموطا ١ / ١٥٩ ح ٣٧٧ ⑦ احمد فی مسنده ٥ / ٢٢٦ ح ٢٢٣١٣ وسنده حسن، وعنه ابن الجوزی فی التحقيق ١ / ٢٨٣ ح ٤٧٧ **تنبیه:** یہ حدیث مطلق نماز کے بارے میں ہے جس میں جنازہ بھی شامل ہے کیونکہ جنازہ بھی نماز ہی ہے۔ ⑧ سنن ابی داود: ٧٧٥ وسنده حسن۔

8 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھیں۔ ①

9 سورۂ فاتحہ پڑھیں۔ ②

10 آمین کہیں۔ ③

11 بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھیں۔ ④

12 کوئی ایک سورت پڑھیں۔ ⑤

13 پھر تکبیر کہیں اور رفع یدین کریں۔ ⑥

14 نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درود پڑھیں۔ ⑦ مثلاً:

① النسائی:۹۰۶وسندہ صحیح وصححہ ابن خزیمۃ: ٤٩٩، وابن حبان الاحسان:١٧٩٧، والحاکم علیٰ شرط الشیخین ١/ ٣٦٢ووافقہ الذہبی واخطأمن ضعفہ. ② البخاری: ١٣٣٥، وعبد الرزاق فی المصنف٤٨٩/٣، ٤٩٠ ح ٦٤٢٨ وابن الجارود:٥٤٠ ☆ چونکہ سورۂ فاتحہ قرآن ہے، لہٰذا اسے قرآن (قرأت) سمجھ کر ہی پڑھنا چاہیے۔ جولوگ سمجھتے ہیں کہ جنازہ میں سورۂ فاتحہ قرأت (قرآن) سمجھ کر نہ پڑھی جائے بلکہ صرف دعا سمجھ کر پڑھی جائے ان کا قول باطل ہے۔ ③ النسائی:٩٠٦وسندہ صحیح، ابن حبان الاحسان: ١٨٠٥، وسندہ صحیح ④ مسلم فی صحیحہ ٤٠٠/٥٣وھو صحیح والشافعی فی الام١/ ١٠٨، وصححہ الحاکم علیٰ شرط مسلم: ٢/ ٢٣٣، ووافقہ الذہبی وسندہ حسن ⑤ النسائی ٤/ ٧٤،٧٥ ح ١٩٨٩، وسندہ صحیح ⑥ البخاری:١٣٣٤ومسلم:٩٥٢،ابن ابی شیبۃ ٢٩٦/٣ ح ١١٣٨٠، وسندہ صحیح عن ابن عمر رضی اللہ عنہ۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ مکحول، زہری، قیس بن ابی حازم، نافع بن جبیر اور حسن بصری وغیرہ سے جنازے میں رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔ دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ٣(ص ٢٠) اور یہی راجح اور جمہور کا مسلک ہے۔ نیز دیکھئے جنازہ کے مسائل فقرہ: ٣ **تنبیہ:** نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے بھی ثابت ہے۔ دیکھئے کتاب العلل للدارقطنی (٢٢/١٣ح ٢٩٠٨ وسندہ حسن) ⑦ عبد الرزاق فی المصنف٣/ ٤٨٩،٤٩٠ ح ٦٤٢٨وسندہ صحیح

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ ①

15 تکبیر کہیں ② اور رفع یدین کریں۔ ③

16 میت کے لئے خالص طور پر دعا کریں۔ ④

چند مسنون دعائیں یہ ہیں:

* اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَأُنْثَانَا، اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ ⑤

① البخاری فی صحیحه ٣٣٧٠،والبیهقی فی السنن الکبریٰ ٢/ ١٤٨ ح ٢٨٥٦ ② البخاری: ١٣٣٤، و مسلم:٩٥٢ ③ ابن ابی شیبة ٣/ ٢٩٦ ح ١١٣٨٠، وسنده صحیح ④ عبدالرزاق فی المصنف:٦٤٢٨ وسنده صحیح وابن حبان فی صحیحه، الموارد:٧٥٤ وابوداود: ٣١٩٩ وسنده حسن **تنبیه:** اس سے مراد نماز جنازہ کے اندر دعا ہے۔ دیکھئے باب ماجاء فی الدعاء فی الصلوٰة علی الجنازة (ابن ماجه: ١٤٩٧) ⑤ الترمذی: ١٠٢٤، وسنده صحیح، وابو داود: ٣٢٠١

❁ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ [1]

❁ اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ، فَاَعِذْهُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ، اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ [2]

❁ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِ كَ وَابْنُ اَمَتِكَ، كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ حَسَنَاتِهٖ وَاِنْ

[1] مسلم: ۹۶۳/۸۵ [2] ابن المنذر فی الاوسط ۴۴۱/۵ ح ۳۱۷۳ وسندہ صحیح، وابوداود: ۳۲۰۲

كَانَ مُسِيئًا فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ [1]

* اَللّٰهُمَّ أَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ [2]
* اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، اَللّٰهُمَّ مَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنْهُمْ فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ أَبْقَيْتَهُ مِنْهُمْ فَأَبْقِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ۔ [3]
* اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذِهِ النَّفْسِ الْحَنِيفِيَّةِ الْمُسْلِمَةِ وَاجْعَلْهَا مِنَ الَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهَا عَذَابَ الْجَحِيمِ [4]

(1) مالك فی الموطا ۱/ ۲۲۸ح ۵۳۶ واسناده صحیح عن أبی هریره رضی اللہ عنہ، موقوف (2) مالك فی الموطا ۱/ ۲۲۸ح ۵۳۷ واسناده صحیح عن أبی هریره رضی اللہ عنہ موقوف یہ دعا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ معصوم بچے کی میت پر پڑھتے تھے۔ (3) ابن ابی شیبة ۳/ ۲۹۳ح ۱۱۳۶۱، عن عبد الله بن سلام رضی اللہ عنہ، موقوف وسنده حسن (4) ابن ابی شیبة ۳/ ۲۹۴ح ۱۱۳۶۶ وسند ہ صحیح، وهو موقوف علیٰ حبیب بن مسلمه رضی اللہ عنہ

17 میت پر کوئی دعا موقت (خاص طور پر مقرر شدہ) نہیں ہے۔① لہذا جو بھی ثابت شدہ دعا کر لیں جائز ہے۔ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے قول اور تابعین کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ میت پر کئی دعائیں جمع کی جاسکتی ہیں۔

18 پھر تکبیر کہیں۔②

19 پھر دائیں طرف ایک سلام پھیر دیں۔③

① ابن ابی شیبة ٣/ ٢٩٥ح ١١٣٧٠، عن سعيد بن المسيب والشعبی: ١١٣٧١ عن محمد(بن سيرين) وغيرهم من آثار التابعين قالوا: ليس على الميت دعاء موقت (نحوالمعنیٰ) وهو صحيح عنهم ② البخاری: ١٣٣٤، ومسلم:٩٥٢ ③ عبد الرزاق ٣/ ٤٨٩ح٦٤٢٨ وسنده صحيح، وهو مرفوع، ابن ابی شيبة ٣/ ٣٠٧ ح ١١٤٩١، عن ابن عمر من فعله وسنده صحيح

تنبیه: نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرنا نبی ﷺ اور صحابہ سے ثابت نہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے احکام الجنائز (ص ۱۲۷) میں بحوالہ بیہقی (۴/ ۴۳) نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام والی روایت لکھ کر اسے حسن قرار دیا ہے لیکن اس کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے: ① حماد بن ابی سلیمان مختلط ہے اور یہ روایت قبل از اختلاط نہیں ہے۔ ② حماد مذکور مدلس ہیں دیکھئے طبقات المدلسین (۲/ ۴۵) اور روایت عن سے ہے۔ امام عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں: جو شخص جنازے میں دو سلام پھیرتا ہے وہ جاہل ہے جاہل ہے۔ (مسائل ابی داود ص ۱۵۴ وسندہ صحیح) ابراہیم نخعی سے ایک روایت میں نمازِ جنازہ میں دونوں طرف سلام ثابت ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبة ٣/ ٣٠٨ وسنده حسن) لیکن بہتر یہی ہے کہ نمازِ جنازہ میں صرف ایک: دائیں طرف سلام پھیرا جائے۔